سُود
قبیح ترین جُرم

جناب ریاض الحسن نوری

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

ربا یعنی سود کی بنیاد ظلم ہے کیونکہ مالدار شخص غریب کی حاجت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے لیے مقررہ نفع کی ضمانت ہر حال میں مشروط کر لیتا ہے۔ پس سود انسانوں کے طبقات میں دوری پیدا کرتا ہے اور ان کے دلوں میں کینہ بغض اور حسد و غضب کا سبب بنتا ہے۔ اور ان کے درمیان بہت سے جھگڑوں اور خصومات کا سبب بنتا ہے اس کی وجہ سے اقتصادیات میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور زرعی و صنعتی معاملات میں گڑبڑ اور مہنگائی پیدا ہوتی ہے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سُود کو حرام کر دیا اور اسے اکبر الکبائر قرار دیا۔ پھر قرآن میں سب سے زیادہ خوفناک آیت اس کے متعلق نازل فرمائی۔ اور جو سود سے توبہ نہ کرے اس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ (سورۃ البقرہ : ۲۷۸، ۲۷۹)

تفسیر طبری میں اس آیت کے سلسلے میں ابن عباس کا قول نقل کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے امام کا حق ہے کہ جو سود سے تائب نہ ہو اس کی گردن مار دی جائے۔ طبری نے یہی قول قتادہ کا نقل کیا ہے۔

البتہ بعض دوسرے فقہاء کی رائے ہے کہ ایسے شخص کو قید کرنا کافی ہے۔ جب تک سُود خواری چھوڑنے کا عہد نہ کرے اسے قید رکھا جائے۔

نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خود مختاری دی گئی تو

عہد نامہ میں ان سے یہ شرط کر لی گئی تھی کہ نہ وہ سُود کھائیں گے نہ سُودی کاروبار کریں گے (فتوح البلدان : ۷۶) ظاہر ہے کہ عہد نامہ کی شرط توڑنے سے حالت جنگ قائم ہو جاتی ہے۔

پس ایسی حکومت جو اپنے آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرتی ہو وہ اپنے ملک میں مسلمانوں یا غیر مسلموں کسی کو بھی سودی کاروبار کی اجازت نہیں دے سکتی اور حکومت پر واجب ہے کہ وہ سُودی کاروبار کرنے والوں کو قید رکھے جب تک وہ سُودی کاروبار کو فوری طور پر ختم نہ کر دیں۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ ارحم الراحمین کی حکمت اور احسان ہے کہ اس نے اپنی مخلوق پر سود جیسی مسلمہ لعنت کو حرام کر دیا اور جو اس کو نہ ختم کرے اس کو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ کا حکم صادر کر دیا۔ پھر سُود کھانے والے۔ کاتب اور شاہد وغیرہ پر لعنت فرمائی۔ ایسی وعید کسی بھی گناہ کبیرہ کے لیے نہیں آئی ہے۔ پس سود اکبر الکبائر ہے۔

مگر یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ صرف سود کو حرام کرنے اور اس کی شناخت بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے عوض اس سے بہتر چیزوں کو جائز قرار دیا۔ جیسے زنا کو حرام کیا تو نکاح کو نہ صرف مباح کیا بلکہ اس کی ترغیب دلائی۔

پس غریبوں کو حکومت کے اموال اور اغنیاء کے اموال میں حصہ دلایا۔ اقارب اور پڑوسیوں کے اقتصادی اور دوسرے حقوق مقرر کئے اور حکومت کے لیے کفالت اجتماعی کو واجب کیا۔ پھر زراعت۔ تجارت صناعت۔ اجارہ۔ شراکت کی مختلف شکلوں اور مزارعت مساقات و مضاربت وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

کچھ ایسے قبیح ترین بالکل واضح اور بدترین تباہ کن جرائم ہیں جن کو نہ صرف تمام الہامی مذاہب نے گناہ و جرم قرار دیا ہے بلکہ تمام قابل ذکر خدا کے ماننے والے فلاسفہ اور خدا کو نہ ماننے والے فلاسفہ نے بھی بدترین برائی اور تباہ کن جرم قرار دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایسے منکر خدا جو خدا اور مذہب اور تمام متفقہ انسانی اخلاق کو ہی رد کر دیتے ہیں انہوں نے بھی ان جرائم کو بدترین جرائم قرار دے کر ان کو تباہ کن قرار دیا ہے۔ ان جرائم میں سود۔ محرمات سے بدکاری۔ قحبہ گیری شامل ہیں۔

رسل یعنی دورِ حاضر کا آزاد خیال فلسفیوں اور سائنس دانوں کا سرخیل اور انگریزی ادب میں نوبل پرائز حاصل کرنے والا بیسویں صدی کا سب سے بڑا فلسفی ارسطو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے اور ہمیں ارسطو کے خیالات اور فلسفہ یوں بتاتا ہے:

..."The most hated sort, and with the greatest reason, is usury, which makes a gain out of money itself, and not from the natural objects of it. For money was intended to be used in exchange, but not to increase at interest... Of all modes of getting wealth this is the most unnatural" (1258).... P.3

"Usury" means all lending money at interest, not only, as now, landing at an exorbitant rate. From Greek times to the present day, mankind, or at least the economically more developed portion of them, have been divided into debtors and creditors; debtors have disapproved of interest, and the creditors have approved of it. At most

The views of philosophers, with few exceptions, have coincided with the pecuniary interests of their class. Greek philosophers belonged to, or were employed by, the landowning class; they therefore disapproved of interest. Mediaeval philosophers were churchmen, and the property of the Church was maily in land; they therefore saw no reason to revise Aristotle's opinion.[لہ]

یعنی ارسطو کہتا ہے کہ سب سے قابلِ نفرت آمدنی اور جس کے لیے دلیل بھی سب سے زیادہ وزنی ہے وہ سُود کی آمدنی ہے۔ سُود خور دولت یعنی نقد سے آمدنی پیدا کرتا ہے نہ کہ اس سے حاصل کردہ قدرتی اشیاء۔ نقد سکّے اس لیے بنائے گئے تھے کہ ان کو تبادلہ میں استعمال کیا جا سکے۔ نقد سکّے اس لیے نہیں بنائے گئے تھے کہ سُود کے ذریعے ان میں بڑھوتری ہو.... دولت حاصل کرنے کے تمام طریقوں میں سود کے ذریعے دولت حاصل کرنا سب سے زیادہ

[لہ] Bertrand Russell: A history of western philosophy: 187 A Clarion Book, 1967

قانون قدرت کے خلاف ہے

یوزری کا مطلب روپیہ کو سود پر دینا ہے چاہے کسی طریقہ سے ہو (کم پر یا زیادہ پر) یہ لفظ یوزری محض زیادہ سُود کے لیے مستعمل نہیں جیسا کہ اب لوگ کہنے لگے ہیں کہ یوزری صرف زیادہ شرح سود پر روپیہ دینے کو کہتے ہیں (بلکہ کم سود بھی یوزری ہے) ....

یونان کے فلسفی یا تو زمیندار تھے یا زمینداروں کے مالک تھے پس وہ سب سود کے خلاف تھے۔ قرون وسطیٰ کے فلسفی چرچ سے متعلق تھے اور چرچ کی جائداد زمین کی صُورت میں تھی پس وہ بھی سُود کے خلاف تھے۔

مذکور بالا حوالہ سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ انگریزی کا لفظ 'یوزری' کم اور زیادہ سُود دونوں کے لیے ہے۔ انگریزی ادب میں نوبل پرایز لینے والا یہی کہتا ہے دوسرے یہ کہ یونان اور قرونِ وسطیٰ کے تمام فلاسفہ بھی سُود کے خلاف تھے اور اسے نہ صرف حرام بلکہ قانون قدرت کے بھی خلاف سمجھتے تھے۔ پادری حضرات تو تھے ہی خلاف۔

اگر آج کے کچھ فلسفی یا پرفیسر سُود کو اپنے اپنے مذاہب عیسائیت۔ یہودیت یا اسلام کے اصولوں کی مخالفت کرتے ہوئے جائز قرار دے رہے ہیں تو اس کی وجہ ان کی خود غرضی اور لالچ ہے۔ کیونکہ انہیں یونیورسٹیوں سے مال ملتا ہے جو سُود پر روپیہ جمع کر کے آمدنی لیتے ہیں۔ پس لوگ خود غرضی دکھاتے ہیں۔ رسل کے الفاظ یوں ہیں۔

Philosophers, whose incomes are derived from the investments of universities, have favoured interest ever since they ceased to be ecclesiastics and therefore connected with landowning. At every stage, there has been a wealth of theoretical argument to support the economically convenient opinion.

(محولہ بالا ص ۱۸۸)

پھر برٹرنیڈ رسل قانون قدرت کے عنوان کے تحت لاک کے نظریات یوں بیان کرتا ہے۔

Thus Saint Thomas Aquinas says:

"Every law framed by man bears the character of a law exactly to that extent to which it is derived from the law of nature. But if on any point it is in conflict with the law of nature, it at once ceases to be a law; it is a mere perversion of law".

Throughout the Middle Ages, the law of nature was held to condemn "usury," i.e., lending money at interest.

(محولہ بالا ص ۶۲۳)

سینٹ تھامس کہتا ہے کہ

"ہر قانون جو انسان مرتب کرتا ہے وہ اسی حد تک قانون کی خاصیت رکھتا ہے جس حد تک وہ قانون قدرت سے اخذ کردہ ہو۔ لیکن جس نکتہ پر بھی وہ قانون قدرت سے اختلاف کرتا ہو تو وہ فوراً بطور قانون کالعدم ہو جاتا ہے اور پھر وہ محض گمراہ اور خیال قانون بن کر رہ جاتا ہے۔

قرون وسطیٰ کے سارے دور میں سود پر روپیہ دینے کو قانون قدرت کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔

بائبل اور سُود کی حرمت

Standard American Version:

He that hath not given forth upon intereest, neither hath taken any increase, that hath withdrawn his hand from inequity hath executed true justice between man and man, 9 hath, walkled in my statutes, and hath kept mine ordinances, to deal truely; he is just, he shall surely live, saith the Lord Je-ho vah.

ination, 13 hath given forth upon interest, and hath taken increase, shall he then live? he shall not live: he hath done all these abominations; he shall surely die; his blood shall be upon him.

تعجب یہ ہے کہ لاہور کی چھپی ہوئی بائبل میں بڑھوتری والا فقرہ حذف کر دیا گیا ہے ۔ یہ بائبل اردو میں چھپی ہے ۔ برٹش اینڈ فارن بائیل میں سوسائٹی انارکلی لاہور کی چھپی ہے ۱۹۵۶ء اس کا فوٹو سٹیٹ ملاحظہ ہو۔ اس میں واضح طور پر سود کا لفظ استعمال ہوا ہے ۔

جو انسان صادق ہے اور اُس کے کام عدالت و انصاف کے مُطابق ہیں. جس نے بُتوں کی قربانی سے نہیں کھایا اور بنی اسرائیل کے بُتوں کی طرف اپنی آنکھیں نہیں اُٹھائیں اور اپنے ہمسایہ کی بیوی کو ناپاک نہیں کیا اور عورت کی ناپاکی کے وقت اُس کے پاس نہیں گیا ۔ اور کسی پر ستم نہیں کیا اور قرضدار کا گرو واپس کر دیا اور ظلم سے کچھ چھین نہیں لیا ۔ بھُوکوں کو اپنی روٹی کھلائی اور ننگوں کو کپڑا پہنایا ۔ سُود پر لین دین نہیں کیا ۔ بدکرداری سے دست بردار ہوا اور لوگوں میں سچا انصاف کیا ۔ میرے آئین پر چلا اور میرے احکام پر عمل کیا تاکہ راستی سے معاملہ کرے. وہ صادق ہے ۔ خداوند خُدا فرماتا ہے وہ یقیناً زندہ رہیگا پر اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو جو راہزنی یا خونریزی کرے اور ان گناہوں میں سے کوئی گناہ کرے ۔ اِن فرائض کو بجا نہ لائے بلکہ بتوں کی قربانی سے کھائے اور اپنے ہمسایہ کی بیوی کو ناپاک کرے ۔ غریب اور محتاج پر ستم کرے ۔ ظلم کر کے چھین لے ۔ گرو واپس نہ دے اور بُتوں کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائے اور گھنونے کام کرے ۔ سُود پر لین دین کرے تو کیا وہ زندہ رہیگا ؟ وہ زندہ نہ رہیگا ۔ اُس نے یہ سب نفرتی کام کئے ہیں ۔ وہ یقیناً مرے گا ۔ اُس کا خُون اُسی پر ہوگا ۔

اس کے بعد حزقیل کے باب ہی میں آیات ۸-۲۲ سے ۱۲-۲۲ تک پھر دوبار بدترین گناہوں کے ساتھ سُود کی برائی ایک ساتھ بیان کی گئی ہے اور بڑھوتری کا ذکر کر کے کم یا زیادہ سود سب کو ایک صف میں محرمات سے بدکاری کے برابر جرائم کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ۔ امریکن سٹینڈرڈ ورشن کے علاوہ دی ہولی بائبل مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس میں بھی سود کے بعد INCREASE

کا لفظ موجود ہے جسے اردو میں بڑھوتری اور عربی میں ربا کہتے ہیں۔ گویا اصل میں زیادتی کم ہو یا زیادہ سب حرام کے زمرہ میں آتی ہے۔ حرام تھوڑا ہو یا زیادہ حرام ہوتا ہے۔

اوپر بیان کردہ حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ تورات جو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کا الہامی قانون اور مقدس صحیفہ ہے۔ اس کے نزدیک قرض پر معمولی بڑھوتری ہو یا زیادہ اسکی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ سود یا بڑھوتری زیادہ ہو یا کم دونوں محرمات سے بدکاری کی صف میں آتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں بھی ایک حدیث ملتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایک درہم سود سے حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود ۳۳ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ شدید جرم ہے۔ بعض روایت میں ماں سے زنا کرنے کے جرم کے برابر بتایا گیا۔ ان احادیث میں سے بعض کو موقوف اور بعض کی سند کو ضعیف یا منقطع کہا گیا ہے۔ ایک حدیث میں سود کے درہم کو ۳۶ زنا کے برابر کہا گیا ہے۔ مفتی شفیع صاحبؒ نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ سند امام احمد مثل سند صحیح بخاری ہے۔ (دیکھئے مسئلہ سود مولفہ مفتی شفیع صفحہ ۷۵، ۷۶ مطبوعہ ۱۹۷۹ء)

راقم الحروف نے بذات خود مذکورہ بالا احادیث کی اسناد کی جانچ پڑتال نہیں کی ہے۔ یہاں اس واسطے نقل کر دی ہیں تاکہ بائبل اور ان روایت میں مماثلت سامنے آجائے۔

مفتی صاحب نے ۴۰ حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں مزید تجارتی سُود کی حرمت اسکے دوسرے حصہ میں مسٹر جسٹس مولانا تقی عثمانی نے عقل اور شرع کی روشنی میں ثابت کی ہے ہر قسم کا سود کم ہو یا زیادہ تجارتی ہو یا غیر تجارتی قرآن و سنت سے اس کی حرمت ثابت ہے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں میں مدلل بحث کر کے حق ثابت کر دیا گیا ہے۔ ان باتوں کو دہرانا سُورج کو روشنی دکھانے کے مترادف ہے۔ جہاں تک اجتہاد کا تعلق ہے۔ تو اجتہاد صرف ان مسائل میں ہوتا ہے جس میں قرآن و سنت کا واضح حکم موجود نہ ہو ورنہ ایسے معاملات میں اجتہاد گمراہی کی علامت ہے۔

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

امریکن MENTOR بکس والوں نے ۱۹۵۴ء میں ایک تحقیقی کتاب چھاپی جسکا نام ہے۔

Ethics In a Business Society:

مصنفہ

Marquis W. Childs and Douglas Cater.

اس کتاب کی تحقیقات کے لیے راک فیلر فاونڈیشن نے روپیہ خرچ کیا اور یہ جدید امریکن ریسرچ کا عمدہ نمونہ ہے ہم اس کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ تک عیسائی پادری تجارت کے بھی حق میں نہ تھے۔ تجارت کو بھی ناجائز یا شدید مکروہ سمجھتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں :

Usury was a sin. Trade itself was dubious in the ethical view of the Church. As one authority expressed it, "who soever buys a thing, not that he many sell it whole and unchanged, but that it may be a material for fashioning something, he is no merchant. But the man who buys it in order that he may gain by selling it again unchanged and as he bought it, that man is of the buyers and sellers who are cast forth from God's temple". This was the view of the master theologian, St. Thomas Aquinas, and it was expressed in even sharper terms by St. Antoninus, a specialist in the economic life of the Middle Ages. Because trade and usury were considered sinful, these functions, as the sluggish current of commerce began to quicken a little, were left largely to those outside the Church whose souls, in the view of the time, could not be further jeopardized.(P.12)

یعنی سود گناہ تھا۔ بلکہ چرچ کی نظر میں تجارت کا جواز بھی مشتبہ تھا۔ ایک اتھارٹی کا کہنا تھا کہ اگر کوئی بغیر تبدیلی کے کسی چیز کو اس مقصد کے لیے فروخت کرے کہ وہ اسے تبدیل کر کے کچھ اور چیز بنا کر بیچے تو ایسا شخص کوئی تاجر نہیں ہے۔ لیکن جو شخص اس سے اس لیے خریدے کہ وہ اس میں کوئی تبدیلی کئے بغیر اسے ویسا کا ویسا ہی بیچ دے جیسا اس نے خریدا ہے اور پھر اس پر نفع بھی لے تو ایسا شخص خدا کی عبادت گاہ سے خارج متصور ہو گا یہ نظریہ عظیم فقیہ سینٹ تھامس اکویناس

کا تھا۔ اور سینٹ تھامس اکیوناس نے جو قرون وسطیٰ کی معاشیات کا سپیشلسٹ سمجھا جاتا تھا اس نے اس مسئلہ کو اور بھی سختی سے بیان کیا۔ اس کے مطابق کیونکہ تجارت اور سود دونوں گناہ تھے اور تجارتی کاروبار پہلے سے زیادہ عروج پذیر تھا۔ پس انہوں نے کہا کہ ان چیزوں کو محض ایسے لوگوں کے لیے چھوڑ دینا چاہیے جو کہ چرچ کے باہر تھے اور جن کی روح کو اس سے بڑا خطرہ نہیں لاحق ہو سکتا ہے۔

غور فرمائیے کہ جو عیسائی پادری تجارت ہی کو ناجائز سمجھتے ہوں تو وہ تجارتی سود کو کیسے جائز قرار دے سکتے تھے۔ غرضکہ سود کم ہو یا زیادہ۔ تجارتی ہو یا جیسا بھی ہو ہر قسم کا تھوڑا یا زیادہ سود عیسائیت میں حرام ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ پادری حضرات دنیاوی لالچ میں بہت سی برائیوں کو جائز بھی قرار دینے لگے اور جرمانے کر معاف بھی کرنے لگے۔ ایک وقت آیا کہ پوپ نے سود کی حرمت ختم کر دی تو پروٹسٹنٹ ریفامر لوتھر نے اس کے خلاف یوں آواز اٹھائی:

لوتھر کا اعلان

"The greatest misfortune of the German nation is easily the traffic in interest", Luther said, "The devil invented it and the Pope, by giving his sanction to it, has done untold evil throughout the world".

(Ethics in a Business Society. P.24)

یعنی جرمن ریفارمر مارٹن لوتھر جو پراٹسٹنٹ فرقہ کا بانی ہے۔ اس نے اعلان کیا کہ سب سے بڑی بدقسمتی اور مصیبت جو جرمن قوم پر آپڑی ہے وہ یہ ہے کہ انٹرسٹ کا عام رواج ہو چلا ہے۔ اسے شیطان نے ایجاد کیا تھا اور پوپ نے اس کی اجازت دے کر تمام دنیا میں ناقابل بیان برائی کو پھیلا دیا ہے۔

غور فرمائیے کہ یہاں لوتھر اس بات کو واضح کرنے کے لیے کہ سود کم یا زیادہ سب شیطانیت ہے۔ یوزری کے لفظ کی بجائے انٹرسٹ کا لفظ استعمال کیا ہے تاکہ کسی شک یا شبہ کی گنجائش

باقی نہ رہے ۔

قرآن کریم میں آتا ہے :

الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبّطہ الشیطانُ من المس ذالک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا (البقرہ : ۲۷۵)

" یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہوتے (یا) قیامت کو نہیں اٹھائیں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو شیطان نے چھوکر باولا کر دیا ہو ۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ۔

اکثر مفسرین تو یہ مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو سود میں ملوث لوگ جو اس باختہ ہو کر اٹھیں گے مگر بعض دوسرے کہتے ہیں کہ دنیا میں بھی انکی حواس باختگی ظاہر ہے کیونکہ وہ سود کو تجارت میں فرق کرنے سے قاصر ہیں ۔ آج سود عام ہونے سے عوام ہیں مجرموں کی تعداد بڑھ گئی یہ بھی حواس باختگی کی نشانی ہے

حدیث کی پیشین گوئی

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا :

۹۷۶۳ ۔ لیاتینّ علی الناس زمان لایبقی منھم أحدٌ الا اکل الربا فان لم یاکلہ اصابہ من غبارہ ۔

(کنز العمال نمبر ۹۷۶۳ بحوالہ ابو داؤد ۔ ابن ماجہ بیہقی)

" یعنی ایسا زمانہ لوگوں پر ضرور آئے گا کہ ایک بھی ایسا شخص باقی نہ رہے جو سود نہ بھی کھائے گا تب بھی اس کو سود کا غبار تو پہنچ ہی جائے گا ۔

یہ پیشین گوئی آج بالکل حقیقت بن چکی ہے ۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ آجکل جو سود عام ہے ۔ بنکوں کا سود وغیرہ یہ وہی حرام سود ہے جس کی پیشین گوئی زبان نبوت سے ہو چکی ہے ۔ اب دوسری حدیث ملاحظہ ہو :

۹۷۶۸ - ما ظهر فی قوم الربا والزنا الا احلّوا بأنفسهم عقاب اللہ - (کنزالعمال ع۹۷۶۸ بحوالہ مسند احمد)

"یعنی نہیں ظاہر ہوتا کسی قوم میں سود اور زنا مگر یہ کہ وہ قوم اپنے کو اللہ کے عذاب کے پیش کر دیتی ہے -

سود ختم کرنے کا اعلان مسلم لیگ نے قائد اعظم کی صدارت میں ۱۹۴۳ میں کر دیا تھا

انڈیا کی تمام ریاستوں کی مسلم لیگ کے صدر نواب بہادر یار جنگ نے قائد اعظم کی صدارت میں تقریر کرتے ہوئے کراچی میں مسلم لیگ کے اکتیسویں سیشن دسمبر ۱۹۴۳ء کے موقع پر یوں اعلان کیا

The achievement of Pakistan will not be so difficult as its maintenance. Your Quaid-i-Azam has proclaimed more than once that the Muslims have no right to frame the constitution and law of any one of their States. The laws governing the constitution of a Muslim are definitely laid down in the Holy Quran. There is no denying the fact that we want Pakistan for the establishment of the Quranic system of government.

Only that system will suit us which is based on the Quran and the Traditions, and which would produce true Muslims. The abolition of interest cut out the roots of usury; the law of inheritance checked all ways to the amassment and accumulation of wealth; Zakat led to the circulation of hoarded wealth, and encourgement of charity wiped out all poverty and economic inequality from the soil of Arabia.

The system of Zakat which is a tax on capital and not on income, is the greatest of all taxes that modern civilized countries have levied on their people. In view of this flawless economic system, can we care to cast a look at any other system?

(فاؤنڈیشنز آف پاکستان مسلم لیگ ڈاکومینٹس، ج ۲ ص ۴۸۵-۴۸۶ مرتبہ شریف الدین پیرزادہ)

ترجمہ: یعنی پاکستان کا حاصل کرنا اتنا مشکل نہ ہوگا جتنا کہ اس کو قائم رکھنا۔ آپکے قائداعظم نے ایک سے زیادہ مرتبہ اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی کسی ریاست کا آئین بنانے کا حق نہیں ہے۔ آئین کے قوانین یقینی طور پر قرآن مجید میں دیدے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم قرآنی نظام حکومت قائم کرنے کے لیے پاکستان حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں وہی نظام راس آسکتا ہے جو قرآن و سنت پر مبنی ہو اور سچے مسلمان پیدا کرے۔ سُود کا خاتمہ بیاج کی جڑوں کو اکھیڑ دیگا۔۔۔۔ زکاۃ ایک ایسا ٹیکس ہے جو آمدنی پر نہیں بلکہ دولت پر ہے۔ اور یہ ان سب ٹیکسوں سے عظیم جو آج کی حکومتیں اپنے عوام پر عائد کرتی ہیں۔ اسلام کے بے عیب اقتصادی نظام کے ہوتے ہوئے کیا ہم کسی دوسرے نظام کی طرف دیکھنے کی بھی پرواہ کرسکتے ہیں؟

ایک وفاقی وزیر ترقی کیلیے بین الاقوامی مالیاتی نظام کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ (نوائے وقت ۲۲۔۲۔۹۲)

مگر قائداعظم مغرب کے مالیاتی نظام کو تباہ کن قرار دیتے ہیں۔ اسکے نفاذ سے منع کرتے ہیں

بانی پاکستان قائداعظمؒ محمد علی جناح نے بنک دولت پاکستان کے افتتاح کی تقریب میں یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو فرمایا تھا۔

جنگ عظیم کی مالیاتی پالیسی نے بڑی حد تک آج کی اقتصادی مشکلات کو پیدا کیا ہے۔ قیمتوں کے اضافہ نے سوسائٹی کے غریب لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔۔۔۔

حکومت پاکستان کی پالیسی ہے کہ قیمتوں کو مستحکم رکھا جائے۔۔۔۔۔

"میں اسٹیٹ بنک کے شعبۂ تحقیق کے اس کام کا جو اسلامی نہج پر بنکاری کے لیے ہو رہا ہے۔ بڑے شغف کے ساتھ انتظار کروں گا۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ اور اب ایسا نظر آتا ہے۔ کہ دنیا جس تباہی کے قریب پہنچ چکی ہے اسے کوئی معجزہ ہی نمودار ہو کر شاید بچاسکے تو بچالے یہ نظام انسان انسان کے درمیان عدل قائم کرنے اور بین الاقوامی میدان میں تضاد اور مزاحمت

کا استیصال کرنے میں ناکام ہوچکا ہے۔ بلکہ گذشتہ نصف صدی میں جو عالمگیر جنگیں لڑی گئی ہیں۔ ان کی ذمہ داری اسی نظام پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم مغرب کے معاشی نظام کو نظری اور عملی طور پر اختیار کر لیں تو ہمارا مقصد حل نہیں ہوگا۔ اپنے مستقبل کی صورت گری ہمیں خود کرنی ہوگی۔ اور دنیا کے سامنے ایک ایسا معاشی نظام پیش کرنا ہوگا جو مساوات انسانی اور عدل عمرانی کے صحیح اسلامی اصولوں پر ہو۔

The monetary policy pursued during the war years contributed, in no small measure, to our present day economic problems. The abnormal rise in the cost of living has hit the poorer sections of society. In the policy of the Pakistan Government is to stabilise prices at a level that would be fair to the producer, as well as to the consumer I hope your efforts will be directed in the same direction in order to tackle this crucial problem with success.

I shall watch with keenness the work of your Research Organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideals of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half century, The Western world, in spite of its advantages of mechanization and industrial efficiency is today in a worse mess than ever before in history. The adoption Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contented people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice. We will thereby by fulfilling our mission as Muslims and giving to humanity the message of peace which alone can save it and secure the welfare, happines and propsperity of mankind.

فروری ۱۹۴۸ء میں براڈ کاسٹ کرتے ہوئے امریکہ کے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے اسلامی قوانین کے متعلق اعلان فرمایا ۔

. Today, they are as applicable in actual life as they were 1,300 years ago.

یعنی اسلامی قوانین آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح ۱۳۰۰ سال پہلے تھے ۔

قائداعظم کی پالیسی کے پیش نظر زاہد حسین گورنر بنک پاکستان نے پاکستان کی پہلی اقتصادی کانفرنس ۱۹۴۹ء میں فرمایا :

" اسلام سود، ارتکاز دولت اور اجتماع قوت جس پہ جدید معیشت کی بنیادیں استوار کی گئی تھیں ۔ کے سخت خلاف ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ گذشتہ تیس سال کے دوران میں شرح سود میں کمی کا رجحان غالب رہا ہے ۔ مگر ہمیں اس وقت کا انتظار ہے جب اسے کلی طور پر ختم کر دیا جائے ۔ یہ بات ہماری تعمیر منصوبہ بندی پر منحصر ہے کہ ہم اس وقت کو اور قریب لا سکیں مستقبل میں ہمیں بے شمار اہم اور ضروری مسائل سے واسطہ پڑے گا لیکن یاد رکھئے کہ سود کے مسئلے سے زیادہ بنیادی اور ادق مسئلہ اور کوئی نہیں ہے ۔

یہ مسئلہ بیک وقت ہماری ذہانت کے لیے ایک چیلنج اور ایک اچھے موقعہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔

(شیخ ارشاد احمد : بلاسود بنکاری : ۲ مطبوعہ مکتبہ تحریک مساوات
۱۰ - اے بلاک ۶ پی سی ۔ ایچ ۔ ایس ڈرگ روڈ کراچی ۱۹۶۴ء)

بیرونی ممالک جو ہمارے ملک میں روپیہ لگانے سے کترانے لگے ہیں اس کی وجہ شریعت کورٹ کا فیصلہ نہیں بلکہ ملک میں بدامنی چینی انجنئیر اور دیگر ممالک کے کارکن اغوا ہوئے تھے ۔ اب اطالوی کمپنی کے کارکن اغوا ہو گئے ۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ مؤرخہ ۲۶ ۲/۹۲)

علامہ اقبال کا فرمان اور سودی نظام کی تباہ کاریاں

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات
یہ علم یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات

رسل کا اعلان اور دلائل کہ بین الاقوامی اقتصادی نظام پاگل پن تباہ کن ہے:

بیسویں صدی کے عظیم مفکر و فلسفی سائنس دان اور نوبل انعام یافتہ ادیب برٹرینڈ رسل نے جدید ماہرین معاشیات اور ان کے مغربی اقتصادی نظام کا دل کھول کر مذاق اڑایا ہے اور ان کی حماقتوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ اس کے مضمون کا عنوان ہے
یعنی جدید دور کا میداس بادشاہ جس کے ہاتھ لگانے سے ہر چیز سونا بن جاتی تھی۔ صحیح لطف تو اصل مضمون پڑھنے سے آسکتا ہے۔ لیکن ہم جستہ جستہ فقرے نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ مغربی اقتصادیات پاگل پن کا دوسرا نام ہے۔ سود لینے والے صحیح طور پر نہ صرف قیامت کو بلکہ آج بھی ہوش حواس کھوئے ہوئے ہیں، وہ ہمیں بتاتا ہے کہ اقتصادیات کا مضمون ہمیشہ الٹے طریقے سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ (یعنی سود والوں کی ہوش ماری رہی ہے جو قرآن نے کہا ہے) وہ لکھتا ہے:

ترجمہ: پہلی جنگ عظیم کے بعد جو کچھ ہوا وہ اتنا احمقانہ ہے کہ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ حکومتیں بڑی عمر کے لوگوں پر مشتمل ہیں جو کہ پاگل خانوں سے باہر ہیں۔ وہ جرمنی کو سزا دینا چاہتے تھے ... تاوان عائد کرنا چاہتے تھے ... تاوان اتنا زیادہ مقرر کیا گیا جتنا سونا تمام جرمنی میں موجود نہ تھا .... پس جرمنوں کے لیے تاوان کی ادائیگی اشیاء کی صورت میں ادا کرنے فیصلہ کیا گیا .... لیکن اس فیصلے کے بعد وہ گھبرا گئے کیونکہ اس طرح تو جرمنی کی برآمدی تجارت و صنعت

کی ترقی کا راستہ کھل گیا ....

اس پاگل پن کی حالت کا ایک اور پاگلانہ حل تلاش کیا گیا .... مختصراً یہ کہ ضروری ہوگیا کہ جرمنی کو تاوان ادا کرنے کے لیے قرض دیا جائے .... پھر مجبور ہوکر مزید یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب جرمنی کے پاس سود ادا کرنے کو بھی نہیں ہے پھر جرمنی کو مزید قرضہ دیا جائے جس سے وہ پچھلے قرضے کا سود ادا کرے .....

نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دنیا میں کساد بازاری ۔ مصیبت بھوک ۔ تباہی اور بربادیوں کا وہ تسلسل شروع ہوگیا جس میں تمام دنیا مبتلا ہے[ل]

خزانہ کی مالیت سے زیادہ نوٹ چھاپنا

مذکورہ بالا مضمون ہی میں برٹرینڈ رسل نے ان تمام یورپین حکومتوں کو بے ایمان قرار دیا ہے جنہوں نے جنگ عظیم اول کے بعد بے تحاشہ نوٹ چھاپ کر یعنی افراط زر پیدا کر کے اپنے عوام سے لیے ہوئے قرضوں کو تقریباً ختم کر دیا یا قرضوں کے پانچ حصوں میں سے چار حصے کالعدم کر دیے وہ لکھتا ہے کہ عوام حکومتوں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں اور ان کو اپنے عوام سے ایمانداری برتنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ انہیں پھر عوام سے قرضہ لینے کی ضرورت پیش آجائے (محولہ بالا ص ۴۶)

دراصل افراط زر عوام پر ٹیکس عائد کرنے کا ایک ایسا دھوکہ دہی کا حربہ ہے کہ عام لوگ اس کو سمجھ بھی نہیں سکتے اور ان کی جیب بے خبری میں کٹ جاتی ہے ۔ غیر ملکی رسائل میں اس موضوع پر مضامین لکھ کر حکومتوں کی بے ایمانیوں اور شاہ خرچیوں کا پول کھولا جاتا رہتا ہے مگر ہمارے ملک میں بہت سے پروفیسر بھی ابھی تک اس مسئلہ کو سمجھ نہیں پائے ۔

مثال کے طور پر امریکی عالمی رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ ۱۵ زبانوں میں پونے تین کروڑ سے

ل Bertrand Russell: In Praise of Idleness and other Essays: 41 to 43: Allen and Unwin, 1967

زیادہ تعداد میں چھپتا ہے۔ اس رسالہ نے مارچ ۱۹۵۹ء ایک مضمون چھاپا جس کا عنوان تھا FRANCE'S NEW POOR یعنی "فرانس کے نئے مفلس"۔ اس کے شروع ہی میں وہ لکھتا ہے کہ حکومت کی پیدا کردہ بے رحمانہ اور ظالمانہ افراط زر نے درمیانہ درجہ کے لوگوں کو آہستہ آہستہ مفلس بنا کر رکھ دیا ہے۔ صفحہ ۱۸ پر ماہر مصنف لکھتا ہے کہ ۴۰ سال سے جاری افراط زر نے ثابت کر دیا ہے کہ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے حکومت اور پرائیویٹ آدمی میں کوئی فرق نہیں ... فرانس کے لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ سیاست دان بلند بانگ دعووں کے باوجود عوام کو کچھ نہیں دے سکتے آخر کار عوام ہی کو سب کچھ ادا کرنا پڑتا ہے۔

If they do not pay in taxes, they pay in inflation which is the highest and cruellest tax of all.

یعنی اگر عوام ٹیکس نہیں دیں گے تو ان کو افراط زر کی صورت میں دینا پڑے گا جو سب سے بڑا اور تمام ٹیکسوں سے ظالمانہ ٹیکس ہے۔

پھر فروری ۱۹۶۳ میں اسی رسالہ نے مضمون چھاپا جس کا عنوان تھا۔

LAW MAKERS IN MONEY

یعنی "مالی معاملات کے قانون ساز"۔

اس مضمون میں حکومت کی فضول خرچیوں۔ شاہ خرچیوں۔ سرکاری خزانہ کو مال مفت دل بے رحم کی طرح لٹانے اور لوٹنے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

پھر اسی رسالہ نے اگست ۱۹۶۶ء میں ایک مضمون چھاپا جس کا عنوان تھا:

"Why all this inflation" یعنی "یہ سب افراط زر کیوں؟"

اس کی ذیلی سرخی یوں ہے۔

The rapid rise in prices over the past few months is planned, not accidental. Here is how it happened?

یعنی پچھلے چند ماہ میں جو اچانک مہنگائی ہوئی ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ سوچ بچار

کے بعد اس کو سکیم کے تحت لایا گیا ہے اس کی تفصیلات درج ذیل میں ملاحظہ فرمائیے ۔۔۔۔

اسی طرح امریکن رسالہ نیوزویک بھی اسی قسم کے مضامین چھاپتا رہتا ہے مثلاً ۲۴ جولائی ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں اس نے ایک مضمون چھاپا جس کا عنوان تھا The Money Disease یعنی "روپیہ کی بیماری" اس میں نوٹ چھاپنے کا ذکر ہے ۔

اس مضمون میں خاص طور پر پیرو ۔ برازیل اور نکارا گوا کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں صفحہ ۱۹ پر وہ لکھتا ہے ۔

Nicaragna is suffering from what one expert calls "self imposed suicide"

ترجمہ : نکارا گوا کی مصیبتوں کو ایک ماہر ۔ "خود عائد کردہ خودکشی" قرار دیتا ہے ۔

فراڈ و غداری

لنڈن کے تعلیم یافتہ مشہور پاکستانی ماہر اقتصادیات سید محمد اسماعیل افراط زر کو فراڈ اور غداری (TREASON) قرار دیتے ہیں (دیکھئے ص ۱۳۷ کیپٹلزم ۔ سوشلزم اور اسلامک اکنامک آرڈر) موصوف پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے سابق چیف آڈیٹر ہیں ۔

جتنی شرح سود کی ہوگی اتنی شرح بے روزگاری کی ہوگی

ایک اور ماہر معاشیات محمود احمد کی کتاب ادارہ ثقافت اسلامیہ نے چھاپی ہے جس کا عنوان ہے 'بلا سود بنکاری' اس میں انہوں نے ماہرین کے اعداد و شمار اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ بنکاری کی شرح اتنی ہی ہوگی جتنی سود کی شرح ہوگی ۔ سود کے خاتمہ سے بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہو جائے گا ۔

پس تباہی سے بچنے اور مشکلات سے نکلنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم مغرب کے اقتصادی نظام کی جگہ قائداعظم اور علامہ اقبال کے فرمودات کے مطابق اسلامی اقتصادی قوانین کا نفاذ

کریں اور اب ہمیں چاہیے کہ سود سے چھٹکارا پائیں اور قوم کو غیظ و غضب الٰہی سے بچائیں!
اسلامی قوانین سے خدا نے چاہا تو ہم طوفانوں اور بحرانوں سے چھٹکارا حاصل کرلیں گے جن میں ہم آج کل گھرے ہوئے ہیں۔

سیکولرازم

آج کل بعض سیاست دان سیکولرازم کا نعرہ بھی لگاتے ہیں اور مسلمانی کا دعوے بھی کرتے ہیں حالانکہ آکسفورڈ امریکن ڈکشنری مطبوعہ نیویارک ۱۹۸۰ لکھتی ہے:

Secularism is ipposition to or rejection of religion. P.612

یعنی سیکولرازم کا معنی مذہب کی مخالفت کرنا یا مذہب کو مسترد کرنے کا نام ہے۔

نوبل انعام یافتہ مشاہیر کے نزدیک بیسویں صدی کی تباہ کاریاں خدا اور اس کے قوانین سے منحرف ہونے کا نتیجہ ہیں

پروفیسر پال جانسن مصنف عظیم لکھتا ہے کہ بیسویں صدی کی تاریخ اس نظریہ کو ثابت کرتی ہے کہ جیسے خدا کا نظریہ ماند پڑتا ہے تو ہم پہلے چالاک بندر بن جاتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو تباہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (ریڈرز ڈائجسٹ بابت اگست ۱۹۸۵ ص ۸۸)
انگلینڈ کی لیبر پارٹی کا ممبر مشہور سائنس دان ریاضی اور نوبل انعام یافتہ ادیب برٹرینڈرسل اپنی کتاب "پاور" میں لکھتا ہے:

God is dethroned to make room for earthly tyrants.

یعنی خدا کو تخت سے اس لیے اتارا جاتا ہے کہ زمینی جباروں کے لیے جگہ خالی کی جاسکے۔
۱۹۸۰ء میں امریکن سائنس دان یہ جان کر حیران رہ گئے کہ فقہاء ان سے علم میں صدیوں آگے تھے۔ جو علم ان کو اب حاصل ہوا ہے۔ صدیوں پہلے فقہاء اس کو جانتے تھے۔

مذکورہ بالا رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ کے اگست ۱۹۸۰ء کے شمارے میں یہ مضمون شائع ہوا تھا جس کا عنوان تھا کہ کیا ماہرین فلکیات نے خدا کو پا لیا ہے۔ اس مضمون کا آخری پیراگراف ملاحظہ ہو :

Now we would like to pursue that inquiry further back in time, but the barrier seems insurmountable. For the scientist who has lived by his faith in the power of reason, the story ends like a bad dream. He has scaled the mountains of ignorance; he is about to conquer the highest peak; as he pulls himself over the final rock, he is greeted by a band of theologians who have been sitting there for centuries.

جہاں تک سُود کا تعلق ہے بہت سے مغربی ماہرین اقتصادیات صفر سود کی باتیں کرتے رہے ہیں مگر ۱۹۸۶ء میں کینیڈا کے اقتصادیات کے پروفیسر مسعود عالم چودھری نے ایک کتاب اسلامی نظام اقتصادیات پر لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے ریاضی کے فارمولوں سے ۲۔ اور ۲۔ چار کی طرح ثابت کیا ہے کہ سُود سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ بے کاری بڑھتی ہے اور کارکردگی گھٹتی ہے۔ جبکہ مضاربت میں قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ بے کاری ختم ہوتی ہے۔ کارکردگی بڑھتی ہے اور مزدوروں کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے دیکھئے عنوان 'سُود کے خلاف کیس اور اسلامی نعم البدل':

Case against interest and the Islamic alternative.

اس کتاب کی تحقیق کے لیے نیویارک کی راک فیلر فاؤنڈیشن نے اٹلی میں لائبریری اور تحقیقی مرکز میں مصنف کی رہائش کا بندوبست کیا تھا۔ اور اس کتاب کو میکمیلن کمپنی نے چھاپا ہے۔
ایک وفاقی وزیر علماء کو کیا اجتہاد کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں ایسا اجتہاد جس سے بقول بائبل اور قائداعظم موت و تباہی آتی ہے!

گو اس کی خدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند
احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند
حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند

وزیر صاحب نے گل افشانی فرمائی کہ:

"علماء جذباتی ہو کر فتوے جاری نہ کریں۔ عالمی مالیاتی نظام سے وابستہ رہ کر ہی ترقی کر سکتے ہیں۔

سود کے بارے میں اجتہاد کرنا ہوگا۔ اسلام پر پاکستان کی ہی اجارہ داری نہیں"

(نوائے وقت مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء) وغیرہ

وزیر صاحب کیا اجتہاد چاہتے ہیں؟ ایسا اجتہاد جیسا اجتہاد آج سے ...۴ سال قبل تک کی موجود تمام الہامی کتب احکام الہیٰ اور اخلاقی ضابطوں کو توڑ کر انگلینڈ اور مغرب میں کیا گیا ہے۔ کیا ہم بھی انگلینڈ کی پریوی کونسل کی پیروی کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کو بدل دیں اور قرآن اور بائبل وغیرہ تمام الہامی کتب کا انکار کرتے ہوئے دوزخ کے وجود کا انکار کر دیں کہ خوف خدا ہی ختم ہو جائے اور سب کچھ کرنے کی کھلی چھٹی مل جائے جس کے خلاف امریکہ میں بھی آواز اٹھائی جا رہی ہے یعنی مادر پدر آزادی!

مغرب میں نہ صرف سود کو حلال کر دیا گیا ہے حالانکہ انٹرسٹ نہ صرف بائبل کے خلاف ہے بلکہ بائبل نے سے تمام نفرتی کاموں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ہمسایہ کی بیوی کو ناپاک کرنے سے لے کر بدترین برائیوں کا ذکر کر کے آخر میں ہے کہ سود پر لین دین کرے تو کیا وہ زندہ رہے گا؟ وہ زندہ نہ رہے گا۔ اس نے یہ سب نفرتی کام کئے۔ وہ یقیناً مرے گا۔ اس کا خون اسی پر ہوگا (حزقی ایل باب ۱۸۔ آیات ۱۲-۱۴)

سود کے بعد مغرب کی جمہوریتوں نے قحبہ گری۔ لواطت کو حلال کر دیا ساتھ ہی دوزخ

کا انکار کر دیا۔
مگر دیکھئے بائبل کے الہامی الفاظ کو قائد اعظم نے دہرایا اور یورپ کے مغرب کے اقتصادی نظام کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مغرب کے اقتصادی نظام نے انسانیت کے لیے ناقابل حل مشکلات پیدا کر دی ہیں اور اسی نظام کی وجہ سے مغرب میں دونوں عظیم جنگیں ہوئیں (حوالہ آگے آرہا ہے)

مغرب میں دوزخ کے انکار اور سود کے جواز کے بعد مزید نئے اجتہادات یہ ہوئے کہ قحبہ گری بھی جرم نہیں۔ ہم جنسی اختلاط یا نکاح بھی جرم نہیں۔ اور اب وہاں کی قانون کی اصلاحی کمیشنز اور دانشور یہ اجتہاد فرما رہے ہیں کہ محرمات سے جنسی تعلقات پر پابندی کو بھی ختم کر دیا جائے اور اس قبیح ترین برائی اور ذلالت اور نفرتی کام کو بھی جرائم کی فہرست سے خارج کر دیا جائے۔

ع کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

اب ہمارے ملک میں بھی ایسے دانشور اور مجتہد پیدا ہو رہے ہیں جو یہ گل افشانی فرماتے ہیں کہ عالمی مالیاتی نظام اور عالمی تہذیب و کلچر اور عالمی سوشل نظام کے بغیر ہم تباہ ہو جائیں گے۔
علامہ فرماتے ہیں :

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

آج ہماری حکومتیں ایوان اقبال تعمیر کر رہی ہیں مگر اقبال کے اصولوں کو ٹھکرا کر مغرب کی حکمت کو بین الاقوامی حکمت کہ کر اپنا رہی ہیں۔ حالانکہ علامہ نے فرمایا تھا تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی۔ جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا وزیر صاحب کب تک اور کہاں تک مغرب کی جمہوری حکومتوں کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ سود کے معاملے ہیں۔ دوزخ سے انکار کے معاملے میں جوا۔ لاٹری۔ ریس۔ ہجوم زنان بازاری۔ موسیقی صورت گری۔ طاؤس و رباب۔ عریانی و بے کاری۔ محرمات سے نکاح اب تو یہ سب باتیں یورپ بلکہ عالمی کلچر اور نظام کا حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ بقول علامہ اقبال :

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات ؟
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات !
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت !
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات !
چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تری منتظر روز مکافات

وفاقی شرعی عدالت کے عظیم فیصلے جو ریس ۔ جوا لاٹری کے خلاف تھے ۔ اب جن میں سود بھی شامل ہوگیا ہے سپریم کورٹ کی شرعی اپیلیٹ بنچ میں رکے پڑے ہیں ۔ ریس کا فیصلہ کئی سال سے انصاف کا منتظر ہے ۔ پھر انتخاب سے متعلق ایک دوسرا فیصلہ بھی منتظر ہے جس میں اس بات پہ زور دیا گیا ہے کہ کم علم ۔ نااہل اور برے کردار کے لوگ پارلیمان میں کسی صورت نہ آنے پائیں ۔ ہر ووٹر کی انکی اہلیت کو چیلنج کرنے کا حق دیا جائے ۔ خرچہ پر ایسی پابندی لگائی جائے کہ غریب اور اہل لوگ بھی الیکشن لڑ سکیں ۔ اس تاریخ ساز فیصلہ کے خلاف بھی اپیل کر دی گئی ۔ یہ اپیل پہلی حکومت نے دائر کی کوشش نہیں کی ۔ ہمارے سیاستدانوں اور حکمرانوں میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو ایسا اجتہاد چاہتے ہیں کہ نااہلوں ۔ کم علموں اور ہارس ٹریڈنگ والوں کو حکومت ملتی رہے ۔ ریس ۔ جوا ۔ چلتا رہے ۔ سود سے ایک کا بھلا اور لاکھوں کی موت ہوتی رہے وغیرہ وغیرہ مغربی کلچر عام ہو ۔ عریانی ۔ موسیقی عام ہو ۔ عریانی ۔ موسیقی عام ہو ۔ ٹی وی پہ وہ کچھ دکھانے کا طریقہ جاری رہے جس سے دہشت گردی ۔ جرائم بڑھتے رہیں ۔ جنسی بے راہ روی بھی چلتی رہے اور یورپ کا کلچر عام ہو ۔ مذہب سے بیزاری یہاں بھی ایسی ہی ہو جائے جیسی یورپ میں ہے ۔ خدا کو بھولنے سے یہ ملک بھی برباد

ہو جائے۔ بلکہ تباہی ہو رہی ہے۔ ہیروئن۔ رشوت۔ ڈاکے اغوا معمول بن چکے ہیں۔
اب اخلاقی برائیوں کے متعلق یورپ کے بعض دانشور بھی چلانے لگے ہیں۔ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ البتہ سود سے متعلق مختصر سن لیجئے:
امریکن رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ جو دنیا میں ۱۵ زبانوں میں ۲ کروڑ۔ اسی لاکھ سے زیادہ تعداد میں چھپتا ہے۔ اس نے سود کے خلاف مضمون لکھنے والے کو فرسٹ پرسن انعام دیا۔ یہ ایک خاندان کی کہانی ہے جو قسطوں پہ ٹی۔ وی وغیرہ خریدتا رہا اور مکان بھی قرضہ پہ بنایا مگر ان اشیاء پر قرض کے سود نے اس خاندان کو اقتصادی طور پہ تباہ کر دیا جس طرح قرض سے اشیاء خریدنا خاندان کے لیے تباہ کن ہے۔ اسی طرح ملک کے لیے بھی تباہ کن ہے۔ اس مضمون میں بیوی نے اپنی تمام بپتا بیان کی ہے:
مزید تفصیل و اطمینان کے لیے ملاحظہ ہو

READER'S DIGEST مورخہ اپریل (۱۹۶۱ء)